السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا ایک بار کسی مال (نقدین وکرنسی وغیرہ) سے زکاۃ ادا کر دینے سے دوبارہ آئندہ سالوں میں اس مال میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی؟ (محمد ذبیح اللہ بیگ، سیکرٹری مرکز ابن القیم الاسلامی، مدراس انڈیا)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے پہلے چند احادیث مطالعہ مفید ہوگا:

1۔ حدیث عائشہؓ: (لازکاۃ فی مال حتی یحول علیہ الحول)

''کسی بھی مال میں اس وقت تک زکاۃ نہیں جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔،،

2۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے خازن سالم کو ہدایت کیا کرتے تھے کہ ہر سال ان کی بیٹیوں کے زیورات کی زکاۃ نکال دیا کریں۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی 4: 139، وسنن الدارقطنی 2: 107)

3۔ بروایت عمرو بن شعیب، نبی ﷺ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: ''سنو! جو شخص بھی کسی یتیم کے مال کا والی بنایا جائے تو وہ اس میں تجارت کرے، اسے ایسا ہی نہ چھوڑ دے کہ صدقہ (زکاۃ) اسے کھا جائے۔،،

4۔ حضرت عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: یتیموں کے مال میں تجارت کرو تاکہ صدقہ انہیں کھا نہ جائے۔

5۔ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: جس کسی نے کسی کو قرض دیا تو اگر قرض دار ثقہ ہے تو وہ اس کی زکاۃ ہر سال دیا کرے۔

6۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ان گورنروں کو وہ مال ان کے حقداروں کو واپس دینے کا حکم دیا جو انہوں نے زبردستی ان سے لیا تھا اور کہا: یہ لوگ اس مال میں سے پچھلے تمام سالوں کی زکاۃ ادا کریں، پھر ایک دوسرا خط لکھ کر بھیجا کہ ایسے اموال میں سے صرف ایک سال کی زکاۃ دی جائے کیونکہ یہ مال ضمار (ایسا مال جس کے ملنے کی امید نہیں تھی) کی تعریف میں آتا ہے۔

7۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اپنے مال کی زکاۃ دے دو تو تم نے وہ فرض ادا کر دیا تو تم پر عائد ہوا تھا۔،،

8۔ حدیث (ما نقص مال عبد من صدقۃ)

''صدقہ کی وجہ سے کسی آدمی کے مال میں کمی نہیں آتی۔،،

ان احادیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

پہلی حدیث بالکل واضح ہے کہ کسی بھی مال پر (بشرط تکمیل نصاب) ایک سال گزرنے کے بعد زکاۃ واجب ہے اور سال میں زکاۃ ایک ہی دفعہ واجب ہوتی ہے اور یہی مفہوم ہے ساتویں حدیث کا، کہ اگر سال میں ایک دفعہ زکاۃ دے دی تو دوبارہ اس سال اس پر زکاۃ نہیں ہوگی، بالکل ایسے ہی جیسے کہ اگر ایک نماز ایک دفعہ ادا کر لی جائے تو اسے دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگلے دن دوبارہ اسی نماز کا وقت آنے پر وہ نماز پڑھی جائے گی، ایسے ہی رمضان کے روزہ کا حکم ہے۔

صرف حج ایسی عبادت ہے جو عمر میں ایک دفعہ فرض ہوتی ہے اور زائد حج نفلی حج کے حکم میں آتا ہے۔ زکاۃ مالی عبادت ہے۔ جو رمضان کی طرح ہر سال واجب ہوتی ہے۔

دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ زیورات پر ہر سال زکاۃ دینی چاہیے یہ نہیں کہ ایک سال زکاۃ دے دی تو ساری عمر کے لیے اب ان زیورات میں زکاۃ نہیں۔

تیسری اور چوتھی روایت سے معلوم ہوا کہ یتیموں کی مصلحت کی خاطر ان کے مال میں تجارت کا حکم دیا گیا اور وہ اس لیے کہ اگر اس مال کو تجارت کے ذریعے سے پڑھایا نہ گیا تو ہر سال زکاۃ دینے کی صورت میں چند سالوں کے بعد یہ مال ختم ہو جائے گا۔ ظاہر ہے اگر ایک دفعہ ہی زکاۃ واجب ہوتی تو پھر اس ہدایت کی ضرورت نہ تھی۔

پانچویں اور چھٹی روایت سے معلوم ہوا کہ اگر قرض ایسے شخص کو دیا گیا ہے جو ثقہ ہے، امانت دار ہے تو پھر گویا یہ قرض ایک محفوظ جگہ پڑا ہوا ہے، اس لیے قرض دار کو ہر سال اپنے مال کی زکاۃ نکالتے رہنا چاہیے لیکن اگر قرض ایسے شخص کو دیا گیا ہے جس سے مال واپس ملنے کی امید نہیں تو پھر جب بھی مال واپس ملے تو صرف ایک سال کی زکاۃ دے دی جائے۔

آٹھویں حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بظاہر صدقہ وزکاۃ دینے سے مال کم ہوتا نظر آتا ہے لیکن ایسے مال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ڈال دی جاتی ہے اوروہ بربنائے برکت کم نہیں ہوتا۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کنویں سے جتنا زیادہ پانی نکالا جائے کنواں اتنا ہی گہرا ہوتا جاتا ہے اوراس کا پانی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ زمزم کا کنواں اس کی زندہ مثال ہے۔

مسئلہ مذکورہ کی وضاحت توہوگئی۔ آخر میں یہ بھی تحریر کرتا چلوں کہ زکاۃ نہ دینے میں شیطانی وساوس کا دخل ہے۔ یہ آیت پیش نظر رہنی چاہیے:

الشَّيطـٰنُ يَعِدُكُمُ الفَقرَ وَيَأمُرُ‌كُم بِالفَحشاءِ ۖ وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَغفِرَ‌ةً مِنهُ وَفَضلًا ۗ وَاللَّهُ وٰسِعٌ عَليمٌ ٢٦٨ ... سورة البقرة

''شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے،،

زکاۃ نہ دینے پر جو سخت وعید آئی ہے وہ بھی پیش نظر رہے توان شاء اللہ مذکورہ وساوس سے نجات مل جائے گی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

زکاۃ کے مسائل، صفحہ:320

محدث فتویٰ